رسائل ومسائل

آیتِ کریمہ کا وِرد

جناب مولانا عبد المالک صاحب

سوال :- بعض لوگ اولادِ نرینہ کے حصول کے لیے اور بعض پریشانیوں، مصائب اور بیماریوں سے بچنے کے لیے ایک عرصے سے پاکستانی گھروں میں جمع ہو کر اجتماعی طور پر آیت کریمہ کا ورد کرتے رہے ہیں۔ اس محفل میں کچھ حضرات اسے بدعت سمجھ کر شامل نہیں ہوتے تھے۔ اب پاکستان میں قومی خلفشار سے بچنے کے لیے، کراچی میں ہونے والے فسادات سے بچنے کے لیے اور قومی یکجہتی کے حصول کے لیے ذرا وسیع پیمانے پر آیت کریمہ کا وِرد اجتماعی طور پر شروع کیا جا رہا ہے۔ اب سنت و بدعت کا سوال اسی نسبت سے بڑھ کر زیادہ وسیع اور اہم ہو گیا ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ اپنے قیمتی وقت سے چند لمحات نکال کر مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری راہنمائی کرنے پر جزائے خیر دے۔ آمین۔

ہ۔ کسی پریشانی یا مصیبت کو دُور کرنے کے لیے یا کسی بھی مقصد کے حصول کے لیے اجتماعی طور پر لوگوں کو دعوت دینا، اعلان و اہتمام کرنا کہ فلاں دن آیت کریمہ کا وِرد ہو گا، بدعت کی تعریف میں آتا ہے یا نہیں؟ (انفرادی وِرد یا توبہ و استغفار زیر بحث نہیں)

ہ۔ کیا حضورؐ کی بعض اجتماعی دعاؤں سے یا حضرت یونسؑ کے آیت کریمہ کے وِرد سے (گو کہ انہوں نے انفرادی وِرد ہی کیا تھا) اس فعل کے سنّت ہونے کی دلیل کافی نہیں؟

ہ۔ کیا یہ فعل یا اسی قسم کا کوئی دوسرا فعل جو شریعت میں ممنوع نہ ہو بدعت قرار دیا جا سکتا ہے؟ (دلیل یہ دی جا رہی ہے کہ جس چیز کو حضورؐ نے منع فرمایا ہو اسی کا ارتکاب بدعت

ہے ورنہ سب نئی چیزوں کا استعمال مثلاً لاؤڈ اسپیکر، موٹر کار، ریل گاڑی اور جہاز وغیرہ، بدعت ہوگا۔

جواب : آیت کریمہ پڑھ کر دعا کرنا آفتِ "سماوی" کو دفع کرنے کے لیے تو مروج رہا ہے اور "آیتِ کریمہ" کو خاص مقدار میں پڑھنے کی ضرورت کی خاطر اجتماعی خواندگی بھی ہوتی رہی ہے۔ لیکن انسانوں کو راہِ راست پر لانے اور ان کو جاہلی تعصبات سے نکالنے کے لیے آیت کریمہ کا وِرد اور اجتماعی دعا کا فلسفہ کم از کم ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

اگر اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کو ختم کرنا ہوتا ـــــ تو انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین اہلِ ایمان کی اصلاحی جدوجہد اور اس راہ میں قربانیاں دینا بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ ان حضرات سے سنت و بدعت کی بحث میں اُلجھنے کے بجائے ان کو مسئلے کا اصلی اور صحیح حل سمجھانے کی کوشش کریں۔ جہاں تک سنت و بدعت کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ جو فعل فی نفسہٖ جائز ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور سلفِ صالحین نے اُسے اجتماعی طور پر نہ کیا ہو اُسے ثواب سمجھ کر اجتماعی بنانا بدعت ہے۔ لیکن اگر کسی دوسری وجہ سے اجتماعی بن جائے جیسے ایک وظیفہ کی خاص مقدار پڑھنا ہو اور اُسے اکیلا نہ پڑھا جا سکتا ہو تو اس کے لیے اجتماع کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اُسے سنت نہ سمجھا جائے۔

استدراک

قضائے فوائت سے متعلق ایک سوال کا مختصر جواب دیتے ہوئے میں نے یہ لکھ دیا تھا کہ صبح کی نماز کے بعد فوت شدہ فرائض کی قضا نہیں ہو سکتی۔ اس مسئلے میں مجھ سے تسامح ہوا ہے۔ فقہائے کرام کی تصریح کے مطابق صبح کی نماز کے بعد طلوعِ آفتاب سے قبل بھی فرائض کی قضا جائز ہے۔ البتہ عین طلوعِ آفتاب، غروبِ آفتاب اور عین نصف النہار کے اوقات میں ہر طرح کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (غلام علی)